Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 5 (July-Sep 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

A Research Review of the Limits and Objectives of Tourism and Recreation in Islam

اسلام میں سیاحت و تفریح کی حدود و قیود و مقاصد کا تحقیقی جائزہ

Ibad Ur Rehman
PhD. Scholar, Teaching Assistant, Dept. of Islamic Learning, University of Karachi,

Anwar ul Haq
Ph.D. Scholar, Dept. of Islamic Learning, University. of. Karachi.

Abstract

Islam is a complete and perfect religion. Which is a beautiful gift and unique offering of the creator of the universe for the world of humanity. Allah Ta'ala has elaborated its rules and regulations. And these rules and laws are compatible with human nature because Allah Almighty is the creator of humanity. He has created human nature and temperament. Therefore, who else can be a person's temperament and naturalist more than him? This is the reason that the human nature and human nature is seen as a concession in Islamic rules and laws. Undoubtedly, its precedent and example are not available in any law and constitution of the human world. This is the reason why the change and modification of self-made human laws is our daily observation, but there is no room for this in the laws of Islam. And they are compatible with nature. Fitrat Salima has never demanded a change in any Shariah law and will never do so. Yes, the evil nature keeps demanding it. But the reason for this is not that there is any defect or error in any Shariah order, but the reason for this is the defect and perversion of the demanding nature itself. For this reason, Islam has taken utmost care of human temperament and nature in the formulation of law. Happiness or sadness, health or illness, childhood or youth or old age. Shariat has prescribed rules and laws in accordance with human mood in every situation, at every moment and at every stage.

Keywords: Recreation, Entertainment, Shariah, Goals, Objectives.

تعارف

اسلام میں سیاحت کی اجازت ہے۔ لیکن چند شرائط کے ساتھ اگر ان شرائط کو پورا نہیں کیا گیا تو اسلام میں صرف سیر و تفریح کے لیے وقت و دولت کو ضائع کرنے سے روکا گیا ہے۔ عمومی طور پر سیاحت مختلف ممالک میں ''گھومنے پھرنے'' کو سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اسلام میں اس کا مقصد یہ ہو کہ جب ہم سفر کریں تو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت ہمارا مطمع نظر ہو۔ اس نیت کے ساتھ سفر باعث خیر و برکت اور وسیلہ ظفر ہوتا ہے۔ کیوں کہ سیاحت سے علم حاصل ہوتا ہے، قدیم و جدید تہذیبوں سے آگاہی ہوتی ہے۔ پھر اسی حوالہ سے اسلام میں سیاحت گزشتہ اقوام کے بارے میں جاننے کے لیے، خاص کر اللہ کی نافرمان اقوام کا انجام کیا ہوا۔ یعنی عبرت حاصل کرنے کے لیے سفر کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح سیاحت و تفریح پر گفتگو سے قبل اس کے معنیٰ پر نظر ڈالتے ہیں۔

سیاحت کا معنیٰ و مفہوم

سِیاحَت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ''لمبا سفر، گشت، سیر کرنا، زمین پر چلنا پھرنا، گھومنا پھرنا'' کے ہیں۔[1] اور انگلش میں اسے tourism کہا جاتا ہے۔ یعنی سیاحت کے کئی ایک لغوی معانی بیان کیے گئے ہیں، لیکن آج کل کی مشہور اصطلاح میں سیاحت اس میں سے کچھ معانی پر مختصر کر دی گئی ہے۔ تو اس طرح سیر و تفریح، یا کچھ تلاش کرنے اور سرچ کرنے، کی غرض سے مختلف علاقوں میں گھومنے پھرنے وغیرہ پر سیاحت پر دلالت کرتے ہیں، نہ کہ کمائی اور ملازمت رہائش کی بنا پر علاقوں اور ملکوں میں گھومنے نکل جاتے ہیں۔[2]

تفریح کا معنیٰ و مفہوم

صاحب نور اللغات علامہ نور الحسن صاحب سیاحت کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''تفریح فارغ اوقات میں دلچسپ سرگرمیوں کو اختیار کرنے کا نام ہے۔ یہ لفظ عربی، اردو اور فارسی تینوں زبانوں میں مستعمل ہے۔ اسی طرح تفریح کہنے کا مطلب ہنسی سے، دلگی سے، بطور خوش مزاجی سے مزاح لینا ہوتا ہے۔''[3] فرح کے بارے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

الفرح لذة تقع فی القلب بإدراك المحبوب

یعنی کسی محبوب کے پالینے سے جو دل میں لذت حاصل ہوتی ہے، اسی کو فرحت اور خوشی کہتے ہیں۔[4]

اگر یہ فرحت محض قلبی ہو اور احساس نعمت یعنی شکر گذاری سے تعبیر ہو اور اس کے فضل و کرم کے استحضار پر مبنی ہو تو وہ شرعاً مطلوب، مستحسن اور پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا[5]

''آپ کہہ دیجیے اللہ کے فضل اور اس کی نعمت پر ہی خوش ماننی چاہیے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِن فَضْلِهِ''[6]

''اس پر خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔''

یعنی تفریح جسمانی اور ذہنی آرام کے لئے فارغ وقت میں استعمال کرنے کے لئے سرگرمی نیز تفریح کا لفظ کسی کام یا کسی تاریخی واقعے کو زندہ کرنے یا دوبارہ پیش کرنے کی کارروائی کا حوالہ دے سکتا ہے۔ یہ لفظ خود لاطینی سے آتا recreatio ، recreatiōnis جس کا مطلب ہے۔ "عمل اور تخلیق یا بہلانا کا اثر۔" فارغ وقت میں دلچسپ مشغلہ اختیار کرنا ہے۔ مغربی ماہرین لغات تفریح کے بارے میں لکھتے ہیں:

> Recreation is considered to be the recreativ experiences in which individual voluntarily participate during their leisure time.[7]
>
> "تفریح سے مراد فرد کا فارغ اوقات میں اپنے تجربات کارضاکارانہ طور پر دوبارہ دہرانے کے لئے تیار ہونا ہے۔"

انسائیکلوپیڈیا برٹانکا میں یوں بیان ہوا ہے:

> Recreation is defined as an activity engaged in voluntarily just forthe pleasure and satisfaction that it brings to the participant, whether through relaxation, refreshment orstrenght. It is relief fromboredom, release of emotional tension.
>
> "تفریح کی تعریف ایک ایسی سرگرمی کے طور پر کی جاتی ہے جو رضاکارانہ طور پر صرف اس لذت اور اطمینان کے لیے کی جاتی ہے جو اس سے شریک کو حاصل ہوتی ہے، خواہ وہ آرام، تازگی یا طاقت کے ذریعے ہو۔ یہ بوریت سے نجات، جذباتی تناؤ سے نجات ہے۔"

اسی ضمن میں Majorie Latchan اور Camil Brown لکھتے ہیں:

> Recreation is considered to be recreative experiences in whichindividuals voluntarily participate during their leisure time.

اسی طرح آکسفورڈ انگلش ڈکشنری لفظ "تفریح" کے لیے لاطینی اور فرانسیسی ماخذ ملتے ہیں یعنی: inter (among) + tenir (tohold) کو مشتقات کے طور پر، "tohold to hold" یا "to holding intertwined" اور "to attached, keep"، توجہ، خیالات یا وقت (کسی شخص کا)"۔ یہ "خوشگوار"، "خوشی"، "خوشی کے ساتھ ساتھ "مہمان کے طور پر استقبال کرنا اور مہمان نوازی کرنا" جیسے الفاظ بھی فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح تفریح کے لئے Entertainment کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔

نیشنل لائبریری میڈیسن، امریکہ اہم ویب سائیٹ ہیں جہاں تفریح کی درج ذیل تعریف کی گئی ہے:

> Recreation refers to all those activities that people choose to do to refresh their bodies and minds and make their leisure time more interesting and enjoyable.[8]
>
> "تفریح سے مراد وہ تمام سرگرمیاں ہیں جو لوگ اپنے جسم اور دماغ کو تروتازہ کرنے اور اپنے فرصت کے وقت کو مزید دلچسپ اور پر لطف بنانے کے لیے کرتے ہیں۔"

دور جدید کے ماہرین صحت و جسمانی تعلیم نے فرح یا تفریح کی جو تعریفات کی ہیں ان کا خلاصہ کچھ یوں ہے: جسمانی اور ذہنی صحت کے لئے تفریح ضروری ہے۔ اس وجہ سے، وقتاً فوقتاً تفریحی سرگرمیوں کا مشق کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے جو ہمیں اپنے ذہنوں کو صاف کرنے اور اپنے غیر مصروف وقت کو ان چیزوں کے لئے وقف کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے جن سے ہم واقعی لطف اٹھاتے ہیں۔ اس لحاظ سے، تفریح معمول اور روزمرہ کی ذمہ داریوں کو توڑنے میں کام کرتی ہے، اور اس طرح جمع ہونے والے تناؤ کو دور کرتی ہے۔

> Entertainment is a form of activity that engages the attention of an audience or gives pleasure and enjoyment. There may be an idea or a task, but more likely it is one of those activities or events that have developed over the years to specifically capture the attention of an audience.[9]

یعنی تفریح کو کسی بھی سرگرمیوں سے ممتاز نہیں کیا جاسکتا ہے حالانکہ اس کے مختلف مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے تفریح کا استعمال کرنے کا طریقہ کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات تفریح دوچیزوں کا ایک مرکب ہوسکتی ہے۔ اسی لئے تفریح کی اہمیت اور تاثیر کو علماء نے تسلیم کیا ہے اور اس کی بڑھتی ہوئی نفاست نے دیگر شعبوں کو کئی طریقوں سے متاثر کیا ہے۔ اور ایسے ہی تفریح ثقافت اور فن کی طرح کھیلوں کی سرگرمیاں کمیونٹیز میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کے بہت سے فوائد میں افراد کی صحت اور بہبود کو بہتر بنانا، افراد کو بااختیار بنانے میں تعاون کرنا، اور مجمع عام کو ترقی فروغ دینا اور افراد، چھوٹے گروپ، ٹیمیں یا ہر سطح کا آدمی شامل ہو سکتا ہے اور یہ ہر مختلف عمر، صلاحیتوں اور مہارت کی سطح کے لوگوں سے متعلق ہیں۔ سیر و تفریحی ان تمام سرگرمیوں کی اقسام جن میں لوگ حصہ لیتے ہیں، اور سماجی نظام اور ثقافتی اقدار کی عکاسی کرتے ہیں۔ اور تفریح اور سیاحت کی سرگرمیوں میں حصہ لینا ان چند قابل غور مواقع نہ لینے والا وہ ایک ہو سکتا ہے جن میں معذور پن یا اپنے قریبی خاندانوں سے ہٹ کر کمیونٹی کی زندگی میں مشغول ہونے کا موقع نہ ملتا ہو۔

سیاحت و تفریح کے اہداف و مقاصد

زمین کے مختلف خطوں میں گذشتہ لوگوں کے جو نشانات قدیم ادوار سے باقی ہیں، وہ زندہ اسناد اور بولنے والی تاریخ ہیں۔ یہاں تک کہ ہم ان کے متعلق لکھی ہوئی تاریخ کی نسبت ان سے زیادہ بہرہ ور ہوسکتے ہیں کیونکہ ان نشانات سے ہم ان اقوام کی جسمانی ساخت، ان کا زاویہ فکر اور ان کی قدرت و عظمت کو بآسانی جان سکتے ہیں جبکہ صفحات تاریخ صرف وقوع پذیر واقعات کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ مصر کے محلات اور اہرام کی تعجب خیز عمارتیں، بابل کے برج، کسریٰ کے محل، قوم سبا کے آثار تمدن اور اس طرح کی بیسوں نشانیاں جو اس عالم کے گذشتہ و کنار میں بکھری پڑی ہے۔ ان میں سے ہر ایک نشانی زبان حال سے ان لوگوں کی تاریخ بیان کرتی ہے۔ یہ حقیقت اس وقت آشکار ہو جاتی ہے جب کوئی نکتہ سنج شاعر ان محلات کے خرابوں میں جا کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنی روح میں ایک اضطراب محسوس کرتا۔ اسلام نے بھی سیر و تفریح کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ سیر و تفریح صرف اس لئے نہیں کہ اپنی جسمانی آلائش کے لئے ہو بلکہ اسلام کا نظریہ ہی ہے کہ گذشتہ لوگوں کے آثار وانجام کے مطالعہ اور گوشہ ہائے عالم میں عظمت خدا کے مشاہدہ کے لئے اور اسی کا نام قرآن نے "سیروا فی الارض" رکھا ہے اور کئی آیات میں اس پر شاہد ہیں: مثلاً

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِين "[10]

"کہو ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔"

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ "[11]

"ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلق کی ابتدا کی ہے۔"

"أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ"[12]

"کیا انھوں نے سیر وسیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ (ان کھنڈرات کو دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ (حق) کو سمجھ سکتے اور کان ایسے ہو جاتے جن سے یہ نصیحت سن سکتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں۔"

یہ آیت کہتی ہے کہ یہ معنوی اور روحانی سیاحی اور زمین کی سیر انسان کے دل کو دانائی، آنکھوں کو بینائی اور کان کو سماعت عطا کرتی ہے اور اسے سکوت وجمود سے خلاصی دلاتی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ اسلامی حکم وقانون بہت سے دیگر قوانین کی طرح طاق نسیاں کی نذر کر دیا گیا ہے۔ اب مسلمان اسے بھی نظر التفات سے نہیں دیکھتے یہاں تک کہ بعض علماء نے اپنی فکر کا دائرہ صرف گرد وپیش تک محدود رکھا ہے۔ وہ گویا اس عالم کے علاوہ کسی اور عالم میں زندگی بسر کرتے ہیں اور دنیا کے اجتماعی انقلابات ووسائل سے بے خبر ہیں اور ان جزوی اور کم اثر کاموں میں اپنے آپ کو مشغول رکھا ہے جو اصولی اور بنیادی کاموں کے مقابلہ میں خاص قدرت وقیمت نہیں رکھتے۔ اس دنیا میں پوپ اور عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری صدیوں کی گوشہ نشینی اور علیحدگی کے بعد زمین کی سیر وسیاحت کے لئے نکلتے ہیں تاکہ وہ ضروریات زمانہ کو سمجھیں۔ تو اس صورت میں کیا مسلمانوں کو قرآن کے اس حکم پر عمل پیرا نہیں ہونا چاہیے اور اپنے محدود فکری تنگ دائرہ سے نہیں نکلنا چاہیے تاکہ عالم اسلام اور مسلمانوں میں ایک انقلاب وحرکت کار فرما ہو۔

اسلام میں سیاحت وتفریح کے مقاصد

اسلام اس لیے آیا کہ بشری ناقص عقل کے بہت سارے غلط مفاہیم کو تبدیل کرے، اور انہیں اعلی اقدار اور اخلاق فاضلہ اور افضل امور کے ساتھ مربوط کرے، بعض پہلی امتوں میں سیاحت کا مفہوم نفس کو تکلیف واذیت دینے، اور اسے زمین میں جبرا سفر کرنے سے مرتبط، اور بطور سزا اسے تھکانے، دنیا سے بے رغبتی کرنا سیاحت سمجھا جاتا تھا، تو دین اسلام نے آکر اس منفی اور سلبی مفہوم کو باطل کیا، جو کہ سیاحت کے برعکس ہے. شریعت اسلامیہ کی نظر میں سیاحت پر بات کرنے سے قبل درج ذیل تقسیم کرنا ضروری ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ:

"روى ابن هانئ عن أحمد بن حنبل أنه سئل : عن الرجل يسيح أحب إليك أو المقيم في الأمصار ؟ فقال: "ما السياحة من الإسلام في شيء ، ولا من فعل النبيين ولا الصالحين"[13]

علامہ ابن ہانیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ: "کیا آپ کو سیاحت کرنے والا شخص زیادہ پسند ہے، یا کہ علاقے میں مقیم شخص"؟ تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا جواب تھا: "اسلام کے اندر کسی چیز میں سیاحت نہیں، اور نہ ہی یہ انبیاء اور صالحین کا عمل ہے۔" امام احمد رحمہ اللہ، ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعلیق کرتے ہوئے کہتے ہیں: "اس طریقہ کی سیاحت ان گروہوں نے کی جنہیں بغیر علم کے اجتھاد اور عبادت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اور ان میں ایسے بھی شامل ہیں جب انہیں اسکا علم ہوا تو انہوں نے اس سے رجوع کر لیا۔"

چنانچہ اسلام نے سیاحت کے مفہوم کو تبدیل کیا اور اسے عظیم مقاصد اور شریف غرض وغایت کے ساتھ مربوط کیا، جن میں سے چند ایک یہ ہے:

1. اسلام نے سیاحت کو عبادت کے ساتھ مربوط کرتے ہوئے ارکان اسلام میں سے ایک رکن (حج) کی ادائیگی کے لیے سفر (یا سیاحت) کرنا واجب کیا، حج کا سفر معلوم مہینوں میں کیا جاتا ہے، اور عمرہ کی ادائیگی کے لیے سارا سال ہی سفر کرنا مشروع کیا۔ اور جب ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آکر سیاحت (قدیم مفہوم جس میں رہبانیت یا صرف نفس کو تکلیف دینے کے لیے سفر کیا جاتا تھا) کی اجازت طلب کرتا ہے تو آپ ﷺ نے سیاحت سے بھی اعلی اور قیمتی مقصد کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا: یقینا میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے"

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ، قَالَ النَّبِي ﷺ:«إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى[14]

نبی کریم ﷺ نے مشروع اور مندوب سیاحت کو کس طرح ایک عظیم غرض اور اعلی ہدف اور قیمتی مقصد سے مربوط کیا۔

2. اسی طرح دین اسلامی کے مفہوم میں سیاحت علم ومعرفت کے ساتھ ملی ہوئی ہے، اسلام کے ابتدائی دور میں طلب علم اور علم پھیلانے کی غرض سے بڑے عظیم اور قوی قسم کے سیاحتی سفر ہوئے، حتی کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "الرحلة فی طلب الحدیث" حدیث کے حصول کے لیے سفر جیسی عظیم کتاب لکھی، جس میں ایک حدیث کے لیے سفر کرنے والوں کے سفر جمع کیے ہیں! اور اسی وجہ سے بعض تابعین حضرات نے درج ذیل فرمان باری تعالیٰ کے متعلق کہا ہے:

التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدونَ الآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ[15]

"وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد وتعریف کرنے والے، روزہ رکھنے، (یا راہ حق میں سفر کرنے والے) رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم دینے والے، اور اللہ کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں، اور ایسے مومنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے۔

مشہور تابعی عالم عکرمہ کہتے ہیں: "السائحون" یہ طالب علم ہیں۔ اگرچہ اس کی صحیح تفسیر وہی ہے جس پر جمہور سلف ہیں کہ اس سے مراد روزہ دار ہیں۔

3. اسلام میں سیاحت کے مقاصد میں عبرت اور وعظ ونصیحت شامل ہیں، قرآن مجید میں کئی ایک مقامات پر زمین میں گھومنے پھرنے کا حکم دیا گیا ہے: اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

قُلْ سِيرُواْ فِي الأَرْضِ ثُمَّ انظُرُواْ كَيفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ

"کہہ دیجئے کہ زمین میں چلو پھرو اور سیر کرو، پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔"[16]

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان کچھ اس طرح ہے:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ

"کہہ دیجئے زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ مجرموں کا انجام کیا ہوا۔"[17]

مشہور مفسر علامہ قاسمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"یہ وہ لوگ ہیں جو علاقوں اور گھروں میں آثار دیکھنے کے لیے جاتے ہیں، تاکہ اس سے وعظ وعبرت اور دوسرے فوائد حاصل کیے جائیں۔"[18]

4. اسلام میں سیاحت کا سب سے عظیم مقصد دعوت الی اللہ، اور اس نور وروشنی کی تبلیغ ہے جو نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی، اور رسولوں اور انبیاء اور ان کے بعد صحابہ کرام کا بھی یہی عمل تھا، ہمارے نبی محمد ﷺ کی صحابہ کرام روئے زمین پر پھیل گئے اور لوگوں کو خیر وبھلائی کی تعلیم دی، اور انہیں کلمہ حق کی دعوت دی، ہم امید کرتے ہیں کہ آج کی سیاحت بھی اسی عظیم مقصد کو اپنے اندر سموئے گی، جو بہت ہی شریف غرض وغایت وہدف ہے۔

cc BY

5. اسلام میں سیاحت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی مخلوقات میں غور و فکر اور تدبر، اور اس دنیا کی خوبصورتی سے تفریح حاصل کرنے کے لیے سفر کیا جائے، تاکہ وہ بشری نفس میں ایمانی قوت کے اضافہ اور اللہ تعالی کی وحدانیت پر ایمان کا باعث ہو، اور زندگی کے واجبات کی ادائیگی میں اس کی معاونت بھی کرے، کیونکہ اس کے بعد نفس کی تفریح ضروری ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[19]

''کہہ دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ کس طرح اللہ تعالی نے مخلوق کی ابتداء پیدائش کی، پھر اللہ تعالی ہی دوسری نئی پیدائش کریگا، اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔''

تفریح کا تصور ہر زمانے اور ہر قوم میں پایا جاتا ہے البتہ ہر قوم اپنی تہذیب و تمدن کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کا اہتمام کرتی رہی ہے، مثلا رقص، ڈرامے، موسیقی، گانے اور مختلف طرح کے کھیل کود وغیرہ۔ اور کچھ اقوام میں تو تفریح کے ان مظاہر کو مذہبی حیثیت بھی حاصل ہے اور کچھ اقوام میں اس کا تعلق صرف ثقافت سے ہے۔

سیاحت و تفریح کے عمومی مقاصد

سیاحت و تفریح کے عمومی مقاصد جسمانی، دماغی اور سماجی بہتری کی توقعات پر مبنی ہوں اور دور جدید میں ذہنی تناؤ کو کم کرنے کے لئے بھی ان کا استعمال ہونا ضروری ہے۔ George D.Butler نے تفریحات کے لئے درج ذیل مقاصد ذکر کئے ہیں:

1. انسانی خوشی
2. کردار کی نشوونما
3. دماغی اور جسمانی صحت
4. جرائم سے تحفظ
5. سماجی اور اخلاقی زندگی کے لئے
6. معاشی حیات کے لئے
7. جمہوری حیات کے لئے

یہ وہ مقاصد ہیں جن کے مطابق اگر سیاحت و تفریح کی جائے خوشی و فرحت کا باعث ہوگی۔ جس سے جسمانی اور دماغی توازن برقرار ہوگا اور ساتھ ہی صحت بھی برقرار رہے گی۔

سیاحت و تفریح کی شرعی حدود

اسلام کے تصور تفریح کی اساس قرآنی تعلیمات اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ جس میں حلال و حرام، شرم و حیا اور اخلاقی پابندیوں کو اہم مقام حاصل ہے۔ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ جہاں ایک طرف اتنی نمازیں پڑھتے تھے کہ قدم مبارک پر ورم آجاتا تھا وہیں آپ صحابہ کرام سے ہنسی مذاق اور دل لگی بھی کرتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ اسلام سستی اور کاہلی کو ناپسند اور چستی اور خوش طبعی کو پسند کرتا ہے۔ شریعت کی تعلیمات اس امر کا تقاضہ کرتی ہیں کہ مسلمان شریعت کے تمام احکام پر خوشی خوشی عمل کرے۔ یہ عمل تنگ دلی کے ساتھ نہ ہو کیوں کہ سستی اور تنگ دلی کے ساتھ عبادات کو انجام دینا نفاق کی علامت ہے۔

سنت رسول ﷺ سے مزاح کی چند مثالیں:

- ابوہریرہ سے روایت ہے کہ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول ﷺ! آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ: ''میں مزاح میں بھی حق بات ہی کہتا ہوں (یعنی اس میں کوئی بات غلط اور باطل نہیں ہوتی)''۔ [20]
- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بوڑھی عورت سے فرمایا کہ ''بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ اس بے چاری نے عرض کیا ان بوڑھیوں میں کیا ایسی بات ہے جس کی وجہ سے وہ جنت میں نہیں جاسکیں گی۔ وہ بوڑھی قرآن خواں تھی۔
- جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ مانگا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! میں تم کو سواری کے لیے اونٹ کا بچہ دوں گا، اس شخص نے عرض کیا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی ہی کے بچے ہوتے ہیں''۔[21]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ آداب کی رعایت کرتے ہوئے کبھی کبھی مزاح کی نہ صرف گنجائش ہے، بلکہ مستحسن ہے اور اسوہ نبوی کی اتباع ہے، لیکن اگر مزاح دوسرے آدمی کے لیے ناگواری اور اذیت کا باعث بن جائے، یاحد سے زیادہ ہنسی کا ذریعہ بن جائے یا مزاح کا عمل کبھی کبھار کے بجائے کثرت سے ہونے لگے، تو ایسے مزاح کی ممانعت ہوگی۔

مزاح سے متعلق چند شرعی قواعد و ضوابط:

(1) **ہنسی مذاق میں دین حنیف کا مذاق نہیں ہونا چاہئے:**

ایسا کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ فرمان باری ہے:

''وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ''[22]

اگر ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو کھیل مزاح کر رہے تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی، اس کی آیات، اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرنا کفر ہے اس عمل سے بندہ ایمان لانے کے بعد کافر ہو جاتا ہے۔''[23]

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اسے ارتداد قرار دیا ہے۔ اس میں وہ مذاق بھی شامل ہے جیسا کہ بعض لوگ چند شرعی احکام کو مذاق بناتے ہیں جن میں ٹخنے سے کپڑا اونچا رکھنا، داڑھی بڑھانا، نماز اور روزہ وغیرہ۔ سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ''جس نے ہنستے ہوئے گناہ کیا وہ روتے ہوئے جہنم میں داخل ہوگا''[24]

(2) **مزاح سچائی پر مشتمل ہونا چاہئے نہ کہ جھوٹ پر:**

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بندہ ایسی بات کرجاتا ہے کہ جس سے اپنے ساتھ بیٹھے لوگوں کو ہنسا سکے اور اس بات کی وجہ سے جہنم میں اتنا دور جاگرتا ہے جیسا کہ دنیا سے ثریا''۔[25]

مذکورہ احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مزاح کے طور پر جو گفتگو کی جائے، وہ ظرافت و لطافت کے باوصف فی نفسہ صحیح اور درست ہو، خوش طبعی کے لیے جھوٹ کا سہارا لینا بھی مذموم ہے۔

(3) **مزاح میں کسی کا تمسخر اور استہزاء مقصود نہ ہو:**

مزاح ایک ناجائز عمل ہے جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں ”اس سے مراد لوگوں کو حقیر کمتر سمجھنا، ان کا مذاق اڑانا، یہ ایک حرام کام ہے اور منافقین کی صفت ہے“۔[26]

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں روایت نقل کی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں کا تمسخر اور ٹھٹھ اڑانے والوں کیلئے جنت کا دروازہ کھولا جائے۔ ان میں سے ایک کو کہا جائے گا کہ آجاؤ، جب وہ اپنے غم و کرب اور تکلیف میں مبتلا دروازے پر پہنچے گا جب وہ قریب آئے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا“[27]

کسی کا مذاق اڑانے والے کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ کسی کا مذاق اڑا رہا ہے تو کہیں اللہ تعالیٰ بطور سزا اس پر وہ کیفیت اور صفت مسلط نہ کر دے۔ اور وہ اس مرض میں مبتلا ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اپنے بھائی کا تمسخر نہ اڑاؤ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور تمہیں کسی آزمائش میں مبتلا کر دے“۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا مذاق اڑانے، مسلمانوں کو تکلیف دینے سے منع فرمایا اور کسی بھی مسلمان کی تحقیر کے سلسلے میں احادیث میں سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

”اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمه وَلاَ يَخْذُلُه وَلاَ يُحَقِّرُه“[28]

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے۔ اس کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور اس کے ساتھ حقارت والا برتاؤ نہ کرے۔

پھر آپ نے فرمایا: آدمی کے برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے۔

تکلیف دہ مزاح کی ممانعت کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور اس سے مذاق نہ کرو اور اس سے تم ایسا وعدہ نہ کرو جس کی وعدہ خلافی کرو۔ اس حدیث میں دیگر تکلیف دہ اعمال (جھگڑا، وعدہ خلافی) کے ساتھ اس مزاح کی بھی ممانعت کی گئی ہے؛ جو اذیّت ناک اور ناگواری کا باعث ہو۔

(4) مسلمان بھائی کو بطور مذاق ڈرائے یا دھمکائے نہیں:

ابن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی کہ ”ہمیں اصحاب رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے ان میں سے ایک شخص سو گیا تو ایک اور فرد نے اس کے پاس موجود رسی سے اسے پکڑا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے“۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کا سامان کھیل کود میں یا سنجیدگی میں نہ لے۔“[29]

(5) مذاق میں حد سے زیادہ انہماک نہ ہو:

مذاق میں حد سے زیادہ منہمک ہونا، طول دینا، اور مبالغہ آمیزی کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ مذاق کا بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ وہ وقتی اور محض کچھ دیر کی خوش طبعی کیلئے ہونا چاہئے نہ کہ اسے پیشہ بنایا جائے۔ مومنین کی صفات سنجیدگی ہے، ہنسی مذاق محض بطور رخصت کے اجازت دی گئی ہے بعض لوگ سنجیدگی اور کھیل کے وقت میں فرق نہیں کرتے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”لوگوں کی ایک بہت بڑی غلطی اور جرم یہ ہے انہوں نے مذاق کو پیشہ بنالیا ہے“[30]

اتفاقیہ طور پر حسبِ موقع مزاحیہ گفتگو کرلینا اور تفریحی اشعار کہہ سن لینا اگرچہ جائز ہے؛ لیکن اس کے لیے اہتمام سے اجتماع کرنا اور اس میں گھنٹوں لگانا کسی طرح بھی درست نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكه مَا لاَيَعْنيه“[31]

یعنی آدمی کے اچھے اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ ان امور کو ترک کر دے جن سے انہیں سروکار نہیں۔

مستقل طور پر مزاح میں لگے رہنا ممنوع ہے، اس لیے کہ وہ زیادہ ہنسنے کا سبب، قلب کے بگاڑ کا ذریعہ اور ذکر اللہ سے اعراض کا موجب ہے۔ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار ہی مزاح فرماتے تھے۔

(6) دوران مذاق عزت و مرتبہ کا خیال رکھا جائے:

دوران مذاق لوگوں کے مقام و مرتبہ اور عزت و شرف اور ہیبت و وقار کا لحاظ رکھا جائے۔ کیونکہ صاحب حیثیت و منزلت افراد کے ساتھ مذاق بسا اوقات دائرہ ادب سے نکل جاتا ہے اور بے ادبی کا احتمال ہوتا ہے اس لئے ایسے افراد سے مذاق کرنے میں احتیاط برتی جائے۔ اور دائرہ ادب کا خیال رکھا جائے۔ جیسا کہ بسا اوقات طالب علم استاد سے مذاق کرتا ہے تو وہ بھی دائرہ ادب سے نکل جاتا ہے اور ایک احترام کا رشتہ قائم رہنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إن من إجلال الله إكرام ذی الشيبة المسلم“[32]

اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں یہ امر بھی شامل ہے کہ باریش مسلمان کی تکریم کی جائے۔

امام طاؤس رحمہ اللہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ”عالم کی عزت و توقیر کرنا سنت ہے“۔

یہ بھی اسلامی آداب میں سے ہے کہ کسی اجنبی سے مذاق کرنے سے اجتناب کیا جائے جس کی طبیعت نفس اور مزاج سے ناآشنائی ہو۔ کیونکہ اس سے مزاح سے حقارت کے برتاؤ کا پہلو نکلتا ہے۔ سیدنا عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ ”مذاق سے بچو کیونکہ اس سے مروّت جاتی رہتی ہے“۔

(7) بیوقوف اور کم عقل افراد سے مذاق کرنے سے اجتناب کیا جائے:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ”مذاق میں میانہ روی اختیار کرو، اس میں افراط سے کام لینے سے ہیبت جاتی رہتی ہے اور بے وقوف لوگوں کو آپ کے خلاف جرأت ہو جاتی ہے۔“

(8) مذاق میں کسی مسلمان بھائی کی غیبت اور چغل خوری نہیں ہونی چاہئے۔

مسلمان بھائی کی غیبت کرنا اس کے مردہ گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ غیبت اور چغل خوری کا نتیجہ فتنہ ہے۔ عصر حاضر میں مزاح کی غالب صورتیں اس قبیح اور ناپاک جرم سے خالی نہیں، اور غیبت کی شرعی اصطلاح میں یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ:

”ذكرك أخاك بما يكره“[33]

”اپنے مسلمان بھائی کا اس انداز میں تذکرہ کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔“

لہٰذا غیبت اور چغل خوری ایک بہت بڑا اخلاقی جرم ہے مزاح کرنے میں اس سے پرہیز کیا جائے۔

CC BY

تفریحی کھیل کا شرعی نقطہ نظر

اسلام کے تصور تفریح کا مقصد صرف وقت گزاری نہیں ہے بلکہ اس نے عملی، تربیتی عسکری اور جسمانی ورزش کے مقاصد بھی مد نظر رکھے ہیں۔ تفریح کے نام پر جھوٹ، تہمت، مبالغہ آمیزی اور دوسروں کی نقل اتارنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہ اسلام نے ان مجلسوں میں شرکت کرنے سے روک دیا جس میں انسان اس قدر منہمک ہو جائے کہ اسے نماز و دیگر فرائض کا پاس و خیال نہ رہے یا مرد و زن کا بے محابا اختلاط ہو۔

اسی لیے اسلام نے تفریح اور کھیل میں سے صرف انہی چیزوں کی اجازت دی ہے جو جسمانی یا روحانی فوائد کے حامل ہوں اور جو محض ضیاع اوقات کا ذریعہ ہوں، فکر آخرت سے غافل کرنے والے ہوں یا دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب یا ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی نظام کوئی خشک نظام نہیں جس میں تفریح طبع اور زندہ دلی کی کوئی گنجائش نہ ہو، بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو بروئے کار لانے والا مذہب ہے۔

1۔ اصولی ہدایت:

اسلام انسان کو ایک بامقصد زندگی گزارنے کی ہدایت دیتا ہے۔ کھیل و کود اور لہو و لعب پر مشتمل زندگی کی مذمت کرتا ہے۔ بامقصد زندگی جس کی اساس ہمہ وقت اللہ کی خوشنودی کی جستجو، تعمیر آخرت کی فکر مندی اور بے فائدہ زندگی سے اعراض ہو یہی اہل ایمان کی پہچان ہے اور جس کی زندگی لہو و لعب پر مشتمل غفلت و بے پرواہی ہو وہ کفار کا شعار ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

"وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ"[34]

کہ اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ وہ لغو اور فضول باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

لہٰذا شرعی نقطہ نظر سے ہر وہ کام، قابلِ تعریف ہے، جو انسان کو مقصد اصلی پر گامزن رکھے۔ ہر اس کام کی اجازت ہے، جس میں دنیا و آخرت کا یقینی فائدہ ہو۔ یا کم از کم دنیا و آخرت کا خسارہ نہ ہو۔ کھیلوں میں سے بھی صرف انہی اقسام کی اجازت ہے، جو جسمانی یا روحانی فوائد کے حامل ہوں۔ وہ کھیل جو محض ضیاعِ اوقات کا ذریعہ ہوں، فکر آخرت سے غافل کرنے والے ہوں وہ کھیل جو دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب یا ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"كُلُّ مَا يَلهوابه الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ الَّا رَمْيَةٌ بِقَوْسه وَتَأْدِيْبه فَرَسه وَمُلَاعَبَته اِمْرَأته فَانّهن مِنَ الْحَقِّ"[35]

یعنی مرد مومن کا ہر کھیل بیکار ہے سوائے تین چیزوں کے: (1) تیر اندازی کرنا، (2) گھوڑے سدھانا (3) اپنی بیوی کے ساتھ تفریح کرنا، کیوں کہ یہ تینوں کھیل حق ہیں۔

2۔ لباس و پوشاک سے متعلق:

لباس اور پوشاک کے سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ کھلاڑی کھیل کے دوران ایسا لباس پہنے، جو جسم کو ڈھانپے۔ یعنی جسم کا وہ حصہ چھپ جائے، جن کا چھپانا واجب ہے، یعنی مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کے لیے پورا جسم ستر میں داخل ہے، ان کا ڈھکا ہوا ہونا واجب ہے۔ لباس اتنا باریک اور چست بھی نہ ہو کہ جسم کے اعضا نمایاں ہوں۔ اسی طرح اس لباس میں کفار کے ساتھ ایسی مشابہت نہ ہو کہ اس لباس کو دیکھنے سے کوئی خاص قوم سے مشابہت سمجھ میں آتی ہو۔ اور نہ اس لباس کا تعلق غیر اسلامی شعار سے ہو۔ مردوں کے لیے یہ بھی لازم ہے کہ وہ لباس ٹخنوں سے نیچے نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَاأَسفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الازَارِ فِي النَّار"[36]

کہ جو شخص بھی ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہنے گا، وہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔

ایک دوسری روایت میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو زعفرانی رنگ کا کپڑا پہنے دیکھا، تو آپ نے فرمایا: "یہ کفار کا لباس ہے اس لیے اسے مت پہنو"۔[37]

عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَشَبه بِقَوْمٍ فهوَ مِنهم"[38]

جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی اس کا تعلق اسی قوم کے ساتھ سمجھا جائے گا۔

3۔ پسندیدہ کھیل:

تیر اندازی اور نشانہ بازی، سواری کی مشق، دوڑ لگانا، بیوی کے ساتھ بے تکلفانہ کھیل، نیزہ بازی، تیراکی، کشتی اور کبڈی۔ مذکورہ تمام کھیل چوں کہ احادیث و آثار سے ثابت ہیں اس لیے ان کے جواز بلکہ استحباب میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا، اور کبڈی کا حکم بھی کشتی کی طرح ہے۔

4۔ ناپسندیدہ کھیل:

ان کے علاوہ جو کھیل کو درائج ہیں ان کی شرعی حیثیت کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ جن کھیلوں کی ممانعت کی گئی ہے، وہ سب ناجائز ہیں: جیسے نرد، شطرنج، کبوتر بازی، اور جانوروں کو لڑانا۔ البتہ موجودہ زمانے کے چند معروف کھیلوں کے حوالے سے مقاصد شریعت اور اھداف شریعت کی طرف دیکھا جائے گا اور بنیادی اصول و ضوابط کو مد نظر رکھا جائے گا۔

الف) مثلاً پتنگ بازی: جو کہ کبوتر بازی کے حکم کے ذیل میں آتی ہے یعنی ناجائز۔ اس میں بھی دیگر ناجائز کھیلوں کی طرح متعدد مفاسد پائے جاتے ہیں اور بعض علاقوں میں خاص مواقع پر "بسنت منانے" کے عنوان سے وہ ہلڑ بازی ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ! اس کے علاوہ قوم کے لاکھوں کروڑوں روپے محض پتنگ بازی کے نذر ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات چھتوں سے گر کر جان کا ضیاع بھی ہوتا ہے، کٹے ہوئے پتنگ کو زبردستی لوٹ لیا جاتا ہے، بے پردگی الگ ہوتی ہے، ان امور قبیحہ کی وجہ سے پتنگ بازی بھی شرعی نقطۂ نظر سے ممنوع ہے۔

ب) تاش بازی: یہ کھیل بھی شرعی نقطۂ نظر سے ممنوع ہے، اس لیے کہ تاش عام طور پر باتصویر ہوا کرتے ہیں۔ تاش کھیلنا عام طور پر فاسق و فاجر لوگوں کا معمول ہے۔ بالعموم اس میں جوا اور قمار کی شمولیت ہوتی ہے۔ اس کھیل میں تفریح کی جگہ پر الٹا ذہنی تکان ہوتی ہے۔ اگر جوے کے بغیر بھی کھیلا جائے، تو شطرنج کے حکم میں ہو کر مکروہ تحریمی کہلائے گا۔ بعض احادیث میں شطرنج کی ممانعت آئی ہے۔ جو مصلحت شطرنج کو منع کرنے میں ہے، وہی بات تاش کھیلنے میں پائی جاتی ہے۔

ج) باکسنگ، فائٹنگ: موجودہ زمانہ میں باکسنگ مکّا بازی، فری اسٹائل فائٹنگ کے جو مقابلے منعقد ہوتے ہیں، وہ شریعتِ اسلامی میں بالکل حرام ہیں، اسے جائز ورزش کا نام نہیں دیا جا سکتا، ایسے باکسنگ مقابلوں کو ٹی وی پر براہِ راست نشر کرنا بھی جائز نہیں، کیوں کہ اس میں فریق مقابل کو شدید جسمانی اذیت پہنچانے کو جائز تصور کیا جاتا ہے جس سے ہو سکتا ہے کہ مدِ مقابل اندھے پن، سخت نقصان، دماغی چوٹ یا گہری ٹوٹ پھوٹ، بلکہ موت سے بھی دوچار ہو جائے۔ اس میں مارنے والے پر اس نقصان کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے، جیتنے والے کے حامیوں کو اس کی جیت پر خوشی اور مقابل کی اذیت پر مسرت ہوتی ہے، جو اسلام میں ہر حال میں حرام اور ناقابل قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ"[39]

"اور تم اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں مت ڈالو"

د) بیل فائٹنگ: اسی طرح بیلوں کے ساتھ کشتی جس میں تربیت یافتہ مسلح افراد اپنی مہارت سے بیل کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں، یہ بھی حرام ہے، کیوں کہ اس میں جانور کو ایذاء پہنچا کر اور جسم میں نیزے بھونک کر قتل کیا جاتا ہے اور بسا اوقات بیل بھی مدِ مقابل انسان کو ختم کر دیتا ہے یہ عمل کسی بھی حال میں درست نہیں، کیوں کہ روایت ہے، بلی کو بھوکا مارنے پر جہنم میں ڈالنے کا مضمون آیا ہے۔

ھ) کیرم بورڈ: یہ بھی فساق وفجار کا کھیل ہے اس سے بھی اجتناب کیا جائے تو بہتر ہے بعض علماء احناف کے نزدیک یہ کھیل اگر انہاک اور جوے کے بغیر کھیلا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

و) لوڈو: شطرنج اور کیرم بورڈ کے حکم میں ہے۔

ز) ویڈیو گیم: ان کا تعلق اگر تعلیم وتربیت سے ہو اور تصاویر و دیگر شرعی قباحتیں نہ پائی جائیں تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ ایک کھیل scrabble جس میں طالب علم حروف جوڑ کر ایک بامعنی لفظ یا کلمہ بناتے ہیں اور ان بامعنی لفظ کو بنانے کے لیے مختلف معاجم وغیرہ کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔

ح) ہاکی، فٹ بال، والی بال، ٹینس، بیڈ منٹن، کرکٹ: اگر ان کھیلوں کی نوعیت کسی معصیت، حرام یا ناجائز کام پر مشتمل ہو وہ بھی اس مقصد حرام کی وجہ سے ناجائز ہوں گے۔ مثلاً کسی کھیل میں ستر کھولا جائے، یا اس کھیل میں جوابازی ہو، یا اس میں مرد وعورت کا مخلوط اجتماع ہو، یا اس میں موسیقی کا اہتمام ہو، یا کفار کی خاص مشابہت ہو، یا اس کی وجہ سے فرائض وواجبات میں غفلت ہو رہی ہو۔

ط) اسی طرح وہ کھیل جو بلا مقصد محض وقت گزاری کے لیے کھیلے جاتے ہیں، وہ بھی ناجائز ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ موجودہ دور میں مروّج کھیل مثلاً، ہاکی، فٹ بال، والی بال، ٹینس، بیڈ منٹن، کشتی، کرکٹ کی بعض شکلیں وغیرہ، جس میں بھرپور ورزش کا امکان ہوتا ہے، فی نفسہ ان کا کھیل درست ہے، لیکن چوں کہ عام طور پر ان کھیلوں میں اور ان کے لیے منعقد ہونے والے مقابلوں میں مندرجہ ذیل خرابیاں در آئی ہیں:

(1) انہاک زیادہ ہونا۔
(2) لوگ فرائض وواجبات سے غافل ہو جاتے ہیں۔
(3) اسراف وتبذیر کی نوبت آتی ہے۔
(4) وقت کا بے پناہ ضیاع ہوتا ہے۔
(5) اکثر کھیلوں میں ستر پوشی کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے۔
(6) اکثر جگہوں پر مرد وعورت کا اختلاط ہوتا ہے۔
(7) محرمات: مثلاً بد نظری، گانا، ڈانس، ہلڑ بازی کا ارتکاب ہوتا ہے۔
(8) بعض کھیل کے ماہرین کو قومی ہیرو اور آئیڈیل کا درجہ دے کر نونہالوں کے مستقبل سے کھلواڑ کیا جاتا ہے۔
(9) سٹے بازی، جوے بازی، میچ فکسنگ اور اسپاٹ فکسنگ کا سیلاب بلاخیز آیا ہوا ہے لہٰذا مذکورہ خرابیوں کی وجہ سے ان کھیلوں کے عدم جواز کا حکم لگایا جاتا ہے۔

عصر حاضر اور کھیل وتفریح:

اگر عصر حاضر کو دیکھا جائے تو ذرائع ابلاغ کا عوام الناس کو تفریح فراہم کرنے میں بہت اہم کردار ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ ان پر مغرب کا تسلط وقبضہ ہے جن کے نزدیک تفریح صرف اور صرف "شراب، عورت اور موسیقی" ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی ذرائع ابلاغ تفریح اور کھیل کے نام پر عریانی وفحاشی، بے ہنگم موسیقی، شراب نوشی، جوئے بازی، لاٹری، فحش اپی سوڈ، مخلوط مجالس، اور گرل فرینڈ، بوائے فرینڈ کا تصور پیش کرتے ہیں جس سے معاشرے میں حرص وہوس، صحت واخلاق کی خرابی، ذہنی بے سکونی اور جنسی پیاس میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان کو "آرٹ یا فن" کا نام دیا جاتا ہے اور اعلی تہذیب کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ جس کا نمونہ وہ مختلف طرح کی پارٹیوں، کرسمس ڈے، ویلینٹائن ڈے اور نئے سال کی آمد وغیرہ پر پیش کرتے ہیں۔ ان تمام چیزوں نے عوام الناس میں اخلاقی بے راہ روی، دین واخلاق سے بے زاری اور خاندانی نظام کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جس کی مثال خود مغربی معاشرے ہی میں دیکھی جا سکتی ہے۔

خود ہمارے یہاں نوجوانوں کا دین، اخلاق اور صحت وتوانائی برباد ہو رہی ہے۔ بچے قبل از وقت جوان ہو رہے ہیں اور اپنے ناپختہ ذہن وشرم کی وجہ سے وہ والدین یا دوسرے اعزہ و اقارب کو بتا بھی نہیں سکتے۔ ان کے والدین ان کو معصوم سمجھ کر غافل رہتے ہیں۔ اس وقت مسلم نوجوان لڑکے لڑکیوں کے آئیڈیل ہیرو اور ہیروئن ہیں۔ ان کی ہی نقل کی جاتی ہے، ان کے جیسا لباس، حلیہ، بات چیت اور طور طریقہ اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دیکھا جائے تو لڑکوں نے نازک اداؤں اور بننے سنورنے میں لڑکیوں کو بھی مات دے دی ہے۔ ظاہر ہے ان سے دین کی اشاعت و تبلیغ تو دور فسادات میں اپنا دفاع کرنے اور ماؤں بہنوں کو بچانے کی امید کیوں کر کی جا سکتی ہے۔؟؟ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ عوام الناس کے لیے تفریح کا سامان ضرور فراہم کیا جائے لیکن اس میں مغربی معاشرے کی نقالی نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے معلوماتی پروگرام، سائنسی کمالات، اہم مقامات، تاریخی عمارتیں، باغات، مصوری (جاندار کے علاوہ)، آرٹ، مناظرِ فطرت، مزاحیہ خاکے، سمندری دنیا کے مشاہدے، اصلاحی پروگرامز، جانوروں کی دنیا، مجاہدینِ اسلام کی داستانیں وغیرہ پیش کی جا سکتی ہیں۔ وحی کی قدر ومنزلت بڑھے گی۔ عوام پہلے سے دین اسلام سے محبت کرتے ہیں۔ اب اور زیادہ کرنے لگیں گے۔

حوالہ جات

[1]۔بلیاوی، عبد الحفیظ، مصباح اللغت، مکتبہ قدوسیہ، لاہور2014ء، ص:392

[2]۔ابراہیم انیس، معجم الوسیط، مکتبہ الشروق الدولیہ،2004ء، ص:469

[3]۔نورالحسن، نوراللغات، فرنگی محل کتاب گھر، لکھنو،1931، 2/208

[4]۔ابن الجوزی، محمد بن ابی بکر، بدائع الفوائد، مجمع فقہ الاسلامی، جدہ، س ن، ص:267

[5]۔یونس:58

[6]۔آل عمران:170

-[7]Marjorle and camll, The evaluation process in Health physical Education and recreativ, p7.

-[8]https://en.wikipedia.org/wiki/Recreation

-[9]https://www.tricopolisrecords.com/what-is-entertainment/

[10]۔النمل:69

[11]۔العنکبوت:20

[12]۔الحج:46

[13]۔حنبل، احمد بن حنبل، مسند، حدیث 22031

[14]۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دارالسلام، الریاض،1998ء، حدیث2486

[15]۔التوبہ:112

[16]۔الانعام:11

[17]۔النمل:69

[18]۔قاسمی، محمد جمال الدین، محاسن التاویل، عیسیٰ البابی، الحلبی،1957ء،16 / 225

[19]۔العنکبوت:20

[20]۔اللطبرانی، سلیمان بن احمد، معجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ،1994ء،8/303

[21]۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن، کتاب البر وصلۃ، باب یاذاالأذنین، مکتبہ دارالسلام، الریاض،1998ء، حدیث 1991

[22]۔التوبہ:65

[23]۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاویٰ، وزارۃ الشؤون، سعودیہ،2004ء،7/273

[24]۔ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، الناشر، مکتبہ السعادۃ، مصر1416ھ،4/96

[25]۔احمد بن حنبل، مسند، حدیث1456

[26]۔ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر، البدایۃ والنہایۃ، بیروت: دارالفکر،1998ء،7/376

[27]۔البیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، مکتبہ الرشد،2004ء،5/310

[28]۔مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، دارالسلام، الریاض،1998ء حدیث 3261

[29]۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب لا یأخذن أحدکم متاع أخیہ، حدیث،4390

[30]۔الغزالی، محمد، احیاء علوم الدین، دارالاشاعت، کراچی، س ن۔3/129

[31]۔الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن، کتاب الزھد باب فی من تکلم بکلمۃ لیضحک الناس، مکتبہ دارالسلام، الریاض،1999ء حدیث3016

[32]۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن، کتاب الأدب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، حدیث2016

[33]۔مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الغیبۃ، حدیث3410

[34]۔المؤمنون:3

[35]۔الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، سنن، کتاب الجہاد، باب فی فضل الرمی، دارالمغنی،2000، حدیث4290

[36]۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب اللباس، باب ما أسفل من الکعبین فھو فی النار، حدیث2901

[37]۔مسلم، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب اللباس والزینۃ، باب النھی عن لبس الرجل، حدیث 3901

[38]۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، حدیث4010

[39]۔البقرۃ:195